آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا عہد باندھ کر اسے آخری دَم تک نبھانے والے بدری صحابہ کا ذکر خیر

پہلے صدر جماعت ہائے احمدیہ ملائشیا اُنگکو عدنان اسماعیل (Ungku Adnan Ismail) صاحب اور محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری خلیل احمد صاحب ربوہ کا نماز جنازہ غائب اور ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 12/ اکتوبر 2018ء بمطابق 12/ اخاء 1397 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج میں جن صحابہ کا ذکر کرنے لگا ہوں ان کے واقعات اور روایات کو تاریخ نے تفصیل سے محفوظ نہیں کیا۔ ان کا مختصر تعارف ہی ہے جو بعض کا چند سطروں میں بیان ہوا ہے لیکن کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ تمام بدری صحابہ کا ذکر ایک جگہ جماعتی لٹریچر میں بھی آ جائے اس لئے مختصر تعارف والے ناموں کو بھی میں لے رہا ہوں۔ ویسے بھی ان صحابہ کا جو مقام تھا اور ہے ان کا چاہے مختصر ذکر ہی ہو، ان لوگوں کا ذکر خیر بھی یا ان کو یاد کرنا بھی ہمارے لئے یہ برکت کا موجب ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو غریب اور کمزور ہونے کے باوجود دین کی حفاظت کرنے والوں میں صف اول میں تھے۔ دشمن کی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ ان کا تمام تر توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اور محبت کا عہد کیا تو اس کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کے اس عہد وفا کے نبھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو جنت کی بشارت دی اور ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت عَبْدُ رَبِّہٖ بن حق بن اوس ایک صحابی تھے۔ ان کے بارے میں ایک سے زائد آراء ہیں۔ بعض

نے عَبْدُ رَبِّہٖ اور بعض نے عبداللہ لکھا ہے۔ ابن اسحاق کے نزدیک ان کا نام عبداللہ بن حق جبکہ ابن عمارہ کے مطابق عبدِ رب بن حق ہے ان کا تعلق بنوخزرج کے خاندان بنوساعدہ سے تھا اور آپ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ (اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 318-317 ''عبدربہ بن حق'' مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت سَلَمہ بن ثابت ہیں ان کا نام پورا نام سَلَمہ بن ثابت بن وقش ہے۔ حضرت سلمہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے غزوہ احد میں ابوسفیان نے حضرت سلمہ بن ثابت کو شہید کیا تھا۔ حضرت سلمہ کے والد حضرت ثابت بن وقش اور چچا حضرت رفاعۃ بن وقش اور ان کے بھائی حضرت عمرو بن ثابت بھی غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اس خاندان کے بہت سارے افراد غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام لیلی بنت یمان تھا جو حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی بہن تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 234 سلمہ بن ثابت بن وقش، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)
(اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 291 سلمۃ بن ثابت، دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت سنان بن صیفی ہیں ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام نائلہ بنت قیس تھا۔ ان کا ایک بیٹا مسعود بھی تھا۔ 12 نبوی میں مصعب بن عمیر کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر دیگر ستر انصار کے ساتھ شامل ہوئے اور غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 291، ومن بنی عبید بن عدی...، سنان بن صیفی، دار احیاء التراث العربی 1996ء)، (حبیب کبریاءؐ کے تین سو اصحاب از طالب الہاشمی صفحہ 325، ندیم یونس پرنٹرز لاہور 1999ء) غزوہ خندق میں بھی یہ شریک تھے اور اس میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جزء اول صفحہ 276 باب اسماء من شھد العقبۃ الاخیرۃ، دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

پھر حضرت عبداللہ بن عبد مناف ہیں ان کا تعلق قبیلہ بنونعمان سے تھا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جزء دوم صفحہ 410، من حضر بدراً من المسلمین، دار الکتاب العربی بیروت 2008ء) ابو یحیٰ ان کی کنیت تھی ان کی والدہ حُمَیمہ بنت عبید تھیں۔ ان کی ایک بیٹی تھیں ان نام بھی حُمَیمہ تھا جن کی والدہ رُبَیِّع بنت طفیل تھیں۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 292 عبداللہ بن عبد مناف، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت مُحْرِز بن عامر بن مالک ہیں۔ ان کی وفات غزوہ احد کے لئے نکلنے والی صبح کے وقت ہوئی۔ ان کا پورا نام مُحْرِز بن عامر تھا۔ ان کا تعلق بنوعدی بن نجار سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام سُعْدیٰ بنت خیثمہ

بن حارث تھا اور ان کا تعلق اَوس قبیلہ سے تھا۔ ان کی والدہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خیثمہ کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ام سھل بنت ابی خارجہ سے آپ کی اولاد اسماء اور کلثم تھیں۔ آپ نے غزوہ بدر میں شرکت کی۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے لئے نکلنا تھا اس دن صبح کے وقت ان کی وفات ہوگئی تھی۔ ان کا شمار ان لوگوں میں کیا گیا ہے جو غزوہ احد میں شامل ہوئے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 388 محرز بن عامر، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) کیونکہ شامل ہونے کی نیت تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شامل ہونے والوں میں شمار فرمایا۔

حضرت عائذ بن ماعص انصاری صحابی ہیں۔ ان نام عائذ بن ماعص تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو زُرَیق سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مؤاخات حضرت سُوَیْبِط بن حرملہ سے کروائی۔ آپ اپنے بھائی حضرت معاذ بن ماعص کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت عائذ بن ماعص بئر معونہ اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک تھے۔ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں 12 ہجری میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 43 عائذ بن ماعص مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 301 عائذ بن ماعص دار احیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت عبداللہ بن سلمہ بن مالک انصاری ہیں۔ آپ انصار کے قبیلہ بَلِیّ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ جب شہید ہوئے تو ان کو اور حضرت مجذّر بن زیاد کو ایک ہی چادر میں لپیٹ کر اونٹ پر مدینہ لایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا بیٹا غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا اور غزوہ احد میں شہید ہوگیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے اپنے پاس لے آؤں، یعنی اس کی تدفین مدینہ میں ہوجائے، تا میں اس کی قربت سے مانوس ہوسکوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ جسیم اور بھاری وزن کے تھے اور حضرت مجذّر بن زیاد دبلے پتلے تھے تاہم روایتوں میں یہ لکھا ہے کہ اونٹ پر دونوں کا وزن برابر رہا۔ اس پر لوگوں نے تعجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے اعمال نے انہیں برابر کر دیا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 161-160 عبداللہ بن سلمۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی حضرت مسعود بن خلدہ ہیں۔ ان کا نام مسعود بن خلدہ تھا اور بعض روایات میں مسعود بن خالد بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوزُرَیق سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے جبکہ بعض دیگر روایات میں ہے کہ آپ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 448 مسعود بن خلدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)، (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 6 صفحہ 281 مسعود بن خلدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت مسعود بن سعد انصاری ہیں۔ حضرت مسعود کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوزُرَیق سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں آپ شریک ہوئے اور بعض کے نزدیک حضرت مسعود بن سعد واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے جبکہ محمد بن عُمارہ اور ابونُعَیم کے نزدیک آپ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 370-369 مسعود بن سعد، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی حضرت زید بن اسلم ہیں۔ یہ بھی انصاری ہیں۔ حضرت زید بن اسلم کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوعجلان سے تھا۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں طُلَیحہ بن خُوَیلِد الاسدی کے خلاف لڑتے ہوئے بُزاخَہ کے دن شہید ہوئے۔ بزاخہ نجد میں ایک چشمہ ہے جہاں مسلمانوں کی اسلامی حکومت کے باغی اور مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد الاسدی سے جنگ ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 246 طبقات البدریین من الانصار، زید بن اسلم، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 136-135 زید بن اسلم، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی ہیں ابوالمُنذِر یزید بن عامر۔ ان کا نام یزید بن عمرو بھی بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوسواد سے تھا۔ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور ان کی اولاد مدینہ اور بغداد میں بھی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 294 طبقات البدریین من الانصار، یزید بن عامر، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 525 یزید بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) ان کی اولاد کافی پھیلی۔

پھر حضرت عمرو بن ثعلبہ انصاری صحابی ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوعدی سے تھا۔ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرو بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیالہ مقام پر ملا اور یہاں پر اسلام قبول کیا اور آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وضّاح بن سلمہ ایک صحابی ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سو سال کی عمر میں بھی حضرت عمرو بن ثعلبہ کے سر پر جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تھا وہاں بال سفید نہ ہوئے تھے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 700 عمرو بن ثعلبۃ الانصاری، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 253 عمرو بن ثعلبۃ بن النجار، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت ابو خالد حارث بن قیس بن خالد بن مُخَلَّد ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو زُرَیق سے تھا۔ آپ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے اور زخمی ہو گئے۔ زخم مندمل ہو گیا لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں دوبارہ زخم پھٹ پڑا جس سے آپ کی وفات ہو گئی۔ اس لئے آپ کو جنگ یمامہ کے شہداء میں شامل کیا جاتا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 5 صفحہ 81 ابو خالد الحارث بن قیس، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 363 الحارث بن قیس الزرقی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر ایک صحابی حضرت عبداللہ بن ثَعْلَبَہ البَلَوِیّ ہیں۔ یہ بھی انصاری ہیں۔ ان کا نام حضرت عبداللہ بن ثعلبہ تھا آپ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی حضرت بَحَّاث بن ثعلبہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ (اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 85 عبداللہ بن ثعلبۃ البلوی، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 418 عبداللہ بن ثعلبہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت نَحَّاب بن ثعلبہ انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بَلِیّ سے تھا۔ ان کے دو بھائی حضرت عبداللہ اور حضرت یزید تھے۔ ان کے بھائی حضرت یزید بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شامل تھے۔ حضرت نحّاب بن ثعلبہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کے ساتھ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ حضرت نحّاب بن ثعلبہ کا نام بحّاث بن ثعلبہ بھی بیان ہوا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 230 بحاث بن ثلبۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 267 بحاث بن ثعلبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر حضرت مالک بن مسعود انصاری ہیں۔ ان کا نام مالک بن مسعود تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو ساعدہ سے تھا۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 255، مالک بن مسعود، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر عبداللہ بن قَیس بن صخر انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔ آپ اپنے بھائی مَعبد بن قَیس کے ساتھ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہوئے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 366 عبد اللہ بن قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 437 معبد بن قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عبداللہ بن عبس انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی سے تھا۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بن عُبَیْس بیان کیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شامل ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 75 عبد اللہ بن عبس، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر حضرت مُعَتِّب بن قُشَیْر انصاری ہیں۔ بعض روایات میں آپ کا نام مُعَتِّب بن بشیر بھی بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بنو ضُبَیعة سے تھا۔ حضرت مُعتِّب بن قشیر بیعت عقبہ میں شامل تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 432 معتب بن قشیر، دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت سواد بن رُزْن انصاری ایک صحابی ہیں۔ ان کا نام سواد بن رُزْن تھا اور بعض روایات میں آپ کا نام اسود بن رُزْن اور سواد بن زُرَیْق بھی بیان ہوا ہے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 293 سواد بن رزن، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت مُعَتِّب بن عوف صحابی تھے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف کا تعلق قبیلہ بنو خُزاعہ سے ہے۔ یہ بنو مخزوم کے حلیف تھے۔ آپ کو مُعَتِّب بن الحمراء بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عوف ہے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف دوسری ہجرت حبشہ میں شامل تھے۔ جب حضرت مُعَتِّب بن عوف نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپ حضرت مبشر بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔ مؤاخات مدینہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری کے ساتھ آپ کی مؤاخات کروائی تھی۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوئے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف کی وفات 57 ہجری میں بعمر 78 سال ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 141، معتب بن عوف، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت بُجَیر بن ابی بُجَیر ہیں۔ حضرت بُجَیر بن ابی بُجَیر غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے۔ ان کے بارے میں بس اتنا ہی لکھا گیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 395 بجیر بن ابی بجیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عامر بن بُکَیْر تھے۔ حضرت عامر بن بُکَیر کا تعلق قبیلہ بنوسعد سے تھا۔ حضرت عامر غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی حضرت ایاس بن بُکَیْر، حضرت عاقل بن بُکَیْر اور حضرت خالد بن بُکَیْر غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور یہ سب بعد کے غزوات میں بھی شامل ہوئے۔ ان سب بھائیوں نے دارارقم میں اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عامر بن بُکَیْر جنگ یمامہ والے دن شہید ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد2 صفحہ 788 عامر بن بکیر، دارالجیل بیروت 1992ء)

پھر حضرت عمرو بن سراقہ بن المُعْتَمِر ہیں۔ ان کا پورا نام حضرت عمرو بن سراقہ بن معتمر جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ان کی والدہ کا نام قدامہ بنت عبداللہ بن عمر تھا۔ بعض کے نزدیک ان کی والدہ کا نام آمنہ بنت عبداللہ بن عمیر بن اُھَیب تھا۔ حضرت عمرو بن سراقہ کا تعلق قبیلہ بنوعدی سے تھا اور حضرت عبداللہ بن سراقہ آپ کے بھائی تھے۔ حضرت عمرو بن سراقہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری نے آپ کو اپنے ہاں ٹھہرایا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 295، عمرو بن سراقۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد4 صفحہ 523 عمرو بن سراقۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن سراقہ کی حضرت سعد بن زید کے ساتھ مؤاخات قائم فرمائی۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد2 صفحہ 436 سعد بن زید بن مالک الاشھلی، دارالکتب العلمیۃ بیروت) حضرت عمرو بن سراقہ نے غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عامر بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سریہ نخلہ پر بھیجا اور ہمارے ساتھ حضرت عمرو بن سراقہ بھی تھے۔ آپ کا جسم دبلا اور قد لمبا تھا۔ دوران سفر حضرت عمر بن سراقہ پیٹ پکڑ کر بیٹھ گئے، کیونکہ کھانے پینے کا وہاں کچھ نہیں تھا، بھوک کی شدت کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے۔ کہتے ہیں ہم نے ایک پتھر لے کر آپ کے پیٹ کے ساتھ کس کر باندھ دیا پھر آپ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ پھر ہم عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچے تو قبیلہ والوں نے ہماری ضیافت کی۔ اس کے بعد پھر آپ چل پڑے۔ حس مزاح بھی تھی صحابہ میں تو وہاں سے کھانا کھانے کے بعد جب چل پڑے تو حضرت عمرو بن سراقہ کہنے لگے کہ پہلے مَیں سمجھتا تھا کہ انسان کی دونوں ٹانگیں اس کے پیٹ کو اٹھاتی ہیں لیکن آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ اصل میں پیٹ ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔ خالی پیٹ ہو تو آدمی چل نہیں سکتا۔ حضرت عمر نے آپ کو خیبر کی زمین کا ایک حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت عمروؓ بن سراقہ کی وفات جیسا کہ میں نے کہا حضرت عثمان کے دور خلافت میں ہوئی۔

(اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 723 عمرو بن سراقۃ القرشی، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الاصابۃ جلد 4 صفحہ 523 ’’عمرو بن سراقہ‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

پھر حضرت ثابت بن ھزّال ایک صحابی ہیں۔ ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ 12 ہجری کو حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں ہونے والی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 456 ثابت بن ھزال، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 283 ثابت بن ھزال، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت سُبَیع بن قیس ہیں۔ آپ انصاری خزرجی تھے۔ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ حضرت سُبَیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام خدیجہ بنت عمرو بن زید ہے۔ حضرت سُبَیع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ تھا اور اس کی ماں قبیلہ بنو جُدارہ سے تھیں۔ وہ فوت ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کا کوئی بچہ نہ تھا۔ حضرت عبادۃ بن قیس آپ کے بھائی تھے۔ حضرت سُبَیع بن قیس اور حضرت عبادۃ بن قیس حضرت ابودرداء کے چچا تھے اور حضرت سُبَیع کے حقیقی بھائی زید بن قیس بھی تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 275 سبیع بن قیس، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت خبّاب مولیٰ عُتبہ بن غزوان تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کی کنیت ابویحيٰ تھی۔ بنو نوفل کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے وقت آپ کی مؤاخات حضرت تمیم مولیٰ خِراش بن الصِّمَّہ سے کروائی تھی۔ حضرت خبّاب غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ 19 ہجری میں آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ ان کا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 73 خباب مولی عتبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 151 خباب مولی عتبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بن نَسر انصاری ایک صحابی تھے۔ حضرت سفیان کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو جُشَم سے تھا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے نَسر لکھا ہے اور بعض نے بشر بیان کیا ہے۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 274 سفیان بن نسر، دار الفکر بیروت 2003ء) ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سفیان کی مؤاخات حضرت طفیل بن

حارث کے ساتھ کروائی ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 30 طفیل بن حارث، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر ایک صحابی ابومَخْشی الطائی ہیں۔ یہ اپنی کنیت ابومَخْشی سے ہی مشہور تھے۔ ان کا نام سُوَیْد بن مَخْشی ہے۔ ابومَخْشی الطائی بنو اسد کے حلیف تھے۔ اولین مہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 1754 ابومخشی الطائی، دارالجیل بیروت 1992ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 7 صفحہ 304 ابومخشی الطائی، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

پھر حضرت وہب بن ابی سرح ایک صحابی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھائی عمرو کے ساتھ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔

ھیثم بن عدی نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ میں کیا ہے لیکن بلاذُری نے کہا ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔ صرف بدر میں شریک ہوئے تھے ہجرت حبشہ کا ذکر نہیں ملتا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 489 وھب بن ابی سرح، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت تمیم مولیٰ بنوغنم انصاری تھے۔ حضرت تمیم بنوغنم بن السِّلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 253 تمیم مولی بنی غنم بن السلم، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت ابوالحمراء مولیٰ حضرت حارث بن عفراء یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں حضرت معاذ، حضرت عوف اور حضرت معوذ اور ان کے آزاد کردہ غلام ابوالحمراء کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 75 ابوالحمراء، دارالکتب العلمیہ بیروت)، (کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 38 بدر القتال، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پھر حضرت ابوسَبْرَۃ بن ابی رُھم تھے۔ ابوسَبرۃ ان کی کنیت تھی۔ اس کنیت نے اتنی شہرت پائی کہ آپ کا اصل نام لوگوں کو بھول گیا۔ ان کی والدہ کا نام بَرّہ بنت عبدالمطلب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضرت ابوسبرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے۔ حضرت ابوسبرۃ نے حبشہ کی طرف دونوں دفعہ ہجرت کی۔ دوسری ہجرت حبشہ میں ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی شامل تھیں۔ ان کے تین بیٹے تھے جن کے نام محمد، عبداللہ اور سعد تھے۔ حضرت ابوسبرۃ جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے منذر بن محمد کے پاس قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسبرۃ اور

سلمہ بن سلامہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت ابوسبرۃ غزوہ بدر، احد، خندق اور باقی تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ سے چلے گئے اور مکہ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت ابوسبرۃ نے حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 308-307 ابوسبرۃ بن ابی رھم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 583 حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم، دار الاشاعت کراچی 2004ء)

پھر حضرت ثابت بن عمرو بن زید ہیں۔ ابن اسحاق اور زہری جو تاریخ کے لکھنے والے ہیں انہوں نے حضرت ثابت بن عمرو کا سلسلہ نسب بنو نجّار سے بیان کیا ہے اور ابن مُندَہ نے ان کا سلسلہ نسب قبیلہ بنو اشجع سے قرار دیا ہے جو انصار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں یہ شامل ہوئے تھے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 449 ثابت بن عمرو بن زید، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر حضرت ابو الاَعْوَر بن الحارث ہیں۔ حضرت ابوالاعور بن حارث کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابوالاعور کا نام کعب ہے جبکہ ابن عُمارہ کے نزدیک ان کا نام حارث بن ظالم ہے۔ آپ کے چچا کا نام کعب تھا۔ جو نسب کو نہیں جانتے انہوں نے ابوالاعور کو ان کے چچا کعب کے نام سے منسوب کیا ہے۔ ابن ہشام بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابوالاعور کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر تھیں ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی بن نجّار سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 1599 ابوالاعور بن الحارث، دار الجیل بیروت 1992ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 390-389 ابوالاعور، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عبس بن عامر بن عدی ہیں۔ ابن اسحاق نے آپ کا نام عبس بیان کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے آپ کا نام عبسی بیان کیا ہے۔ ان کی والدہ کا نام ام البنین بنت زھیر بن ثعلبہ تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سلمہ سے تھا۔ حضرت عبس ان ستر انصار صحابہ میں شامل تھے جو بیعت عقبہ میں حاضر تھے اور آپ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے۔

(طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 294، عبس بن عامر، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 415 عبس بن عامر الانصاری، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت ایاس بن بُکَیر ہیں، ان کو ابن ابی بُکَیر بھی کہا جاتا تھا۔ آپ قبیلہ بنو سعد بن لَیث سے تھے جو بنو عدی کے حلیف تھے۔ حضرت عاقل، حضرت عامر، حضرت ایاس اور حضرت خالد نے اکٹھے دار ارقم میں اسلام

قبول کیا تھا۔حضرت ایاس اوران کے بھائیوں حضرت عاقل اورحضرت خالداورحضرت عامر نے اکٹھی ہجرت کی اور مدینہ میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں قیام کیا۔ان کی والدہ کی طرف سے تین بھائی اوربھی تھے یہ سب کے سب غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ابن یونس نے کہا ہے کہ ایاس فتح مصر میں بھی شریک تھے اور 34 ہجری میں وفات پائی جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت ایاس نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ان کے بھائی حضرت معاذ اورحضرت معوذ اور عاقل غزوہ بدر میں جبکہ حضرت خالد واقعہ رجیع میں اور حضرت عامر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔حضرت عامر کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے بئر معونہ میں شہادت پائی۔حضرت ایاس بن بُکَیْر غزوہ بدر،غزوہ احد،غزوہ خندق اور باقی تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ آپ سابقین اسلام میں سے تھے اور ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔آپ محمد بن ایاس بن بُکَیْر کے والد تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایاس بن بُکَیْر اور حضرت حارث بن خزمہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔یہ شاعر بھی تھے۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 298-297 عاقل بن ابی البکیر ، ایاس بن ابی البکیر ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)،(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 213 ایاس بن البکیر ، دار الفکر بیروت 2003ء)،(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 1 صفحہ 310-309 ایاس بن ابی البکیر ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)،(کتاب المحبر صفحہ 400-399 دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور)،(بدر البدور المعروف اصحاب بدر مصنفہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 44، ایاس بن البکیر ،مکتبہ نذیریہ لاہور)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوالبُکیر کے لڑکے یعنی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔بلال اس سے بہتر ہے اس کے متعلق سوچو۔وہ لوگ چلے گئے۔دوسری مرتبہ پھر آئے اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھرعرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بہن کا فلاح شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ یہی فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ لوگ سوچنے کے لئے پھر چلے گئے۔پھر وہ لوگ تیسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر یہی عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور پھر فرمایا کہ ایسے شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو اہل جنت میں سے

ہے۔ پھر ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ٹھیک ہے اور بلال سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 179 بلال بن رباح، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) تو حضرت بلال کا یہ مقام تھا۔ اور کس طرح رشتے طے ہوتے تھے اس زمانے میں۔ ٹھیک ہے ایک دو دفعہ انکار کیا لیکن تیسری دفعہ پھر انہیں جو حکم ہوا وہ مان لیا۔ بہر حال ہر ایک کا اپنا اپنا مقام تھا۔ بعض لوگ پہلی دفعہ ہی عرض کر دیتے تھے کہ ٹھیک ہے جو آپ فرمائیں، بعض سوچنے لگ جاتے تھے لیکن بہر حال حضرت بلال کے مقام کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے۔

پھر ایک صحابی حضرت مالک بن نُمَیلہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام نُمَیلہ تھا۔ ان کو ابن نُمَیلہ کہا جاتا تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ مُزَیْنہ سے تھا جو قبیلہ اوس کی شاخ بنی معاویہ کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں ان کی شہادت ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 358 مالک ابن نمیلۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 258 مالک بن نمیلۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت اُنَیس بن قتادہ بن ربیعہ ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا۔ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق نے ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت خنساء بنت خِزام حضرت اُنیس بن قتادہ کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ احد کے دن شہید ہوئے تو حضرت خنساء کے والد نے ان کا نکاح قبیلہ مُزَیْنہ کے ایک شخص سے کر دیا مگر یہ اسے ناپسند کرتی تھیں۔ پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خنساء کا نکاح فسخ کر دیا۔ باپ نے نکاح کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر لڑکی کو یہ ناپسند ہے تو نکاح فسخ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت خنساء نے حضرت ابولبابہ سے شادی کر لی اور اس نکاح سے پھر حضرت سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 187 انیس بن قتادۃ بن ربیعۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 354 انیس بن قتادۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) یہ ہے مثال عورت کی آزادی کی۔ رشتوں کے معاملے میں بعض لوگ جو اپنی لڑکیوں پہ زبردستی کرتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔

پھر حضرت حارث بن عرفجۃ ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو غنم سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ

شامل ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 253 الحارث بن عرفجۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت رافع بن عُنْجُدہ انصاری تھے۔ حضرت رافع کے والد کا نام عبد الحارث تھا، عُنْجُدہ آپ کی والدہ کا نام تھا۔ حضرت رافع نے اپنی والدہ کی ابنیت سے شہرت پائی، باپ کے بجائے والدہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو امیہ بن زید بن مالک سے تھا۔ غزوہ بدر، احد اور خندق میں یہ شریک ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 45 رافع بن عنجرۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 2 صفحہ 369 رافع بن عنجدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رافع بن عُنْجُدہ اور حضرت حُصَین رضی اللہ عنہ بن حارث کے درمیان عقد مؤاخات کو قائم کیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 30 ذکر الحصین بن الحارث، داراحیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت خُلَیدۃ بن قَیس ایک صحابی تھے۔ ان کی والدہ کا نام اِدام بنت القین تھا جو کہ بنوسلمہ میں سے تھیں۔ خُلَیدۃ بن قیس کے علاوہ آپ کا نام خلید بن قیس، خالد بن قیس اور خالدہ بن قیس بھی ملتا ہے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے۔ ان کے حقیقی بھائی جن کا نام خلّاد تھا بعض مؤرخین کے نزدیک یہ بھی بدری صحابہ میں شامل تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 292 خلید بن قیس، داراحیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت ثقف بن عمرو ہیں۔ حضرت ثقف بن عمرو کے قبیلہ کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض نے بنواسلم، بعض کے نزدیک بنواسد تھا، جبکہ بعض آپ کا تعلق قبیلہ بنوسُلَم سے بتاتے ہیں۔ آپ بنواسد کے حلیف تھے لیکن بعض کے نزدیک آپ بنوعبد شمس کے حلیف تھے۔ یہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے جن کے نام حضرت مالک بن عمرو اور مُدلاج بن عمرو ہیں۔ حضرت ثقف بن عمرو اولین مہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شامل ہوئے اور غزوہ خیبر میں آپ کی شہادت ہوئی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 476 ثقف بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 1 صفحہ 525 ثقاف، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 72 ثقف بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت سَبرۃ بن فاتک تھے۔ یہ خُریم بن فاتک کے بھائی تھے اور خاندان بنواسد سے تھے۔ ان کے والد کا نام فاتک بن الاخرم تھا۔ حضرت سبرۃ کا نام سَمُرہ بن فاتک بھی ملتا ہے۔ ایمن بن خُریم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اور چچا دونوں غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور انہوں نے مجھ سے پختہ عہد لیا تھا کہ میں کسی مسلمان سے قتال نہیں کروں گا، جنگ نہیں کروں گا۔ عبداللہ بن یوسف نے کہا ہے کہ سبرۃ بن فاتک وہی ہیں

جنہوں نے دمشق کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان خدائے رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بعض قوموں کو بلند کرتا ہے اور بعض کو زوال دیتا ہے (یعنی ان کے اپنے عملوں کی وجہ سے)۔ حضرت سبرۃ بن فاتک کا گزر حضرت ابودرداء کے پاس سے ہوا تو انہوں نے کہا سبرۃ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ عبدالرحمن بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے حضرت سبرۃ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کا جواب دینے سے بچنے کے لئے غصہ پی لیا۔ جواب نہیں دیا، غصہ کے باوجود کوئی جواب نہیں دیا، خاموش رہے اور غصہ کو دبانے کی وجہ سے آبدیدہ ہو گئے۔ اتنا شدت سے ان کو غصہ تھا، اتنا برا بھلا کہا گیا ان کو کہ غصہ دبایا جس کی وجہ سے آنکھوں سے پانی آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی اچھا آدمی ہے سَمُرہ اگر وہ اپنے لمبے بال کچھ چھوٹے کروا لے (ان کے لمبے بال تھے) اور اپنی تہ بند کو تھوڑا اوپر اٹھا لے۔ جب آپ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوری طور پر ایسا ہی کیا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ ہر دن کسی مشرک سے میرا سامنا ہو جس نے زرہ پہن رکھی ہو۔ اگر وہ مجھے شہید کر دے تو ٹھیک اور اگر میں اسے قتل کر دوں تو اس جیسا اور میرے مقابل پر آ جائے۔ بعض کے نزدیک یہ بدر میں شامل نہیں تھے لیکن امام بخاری وغیرہ نے آپ کو اور آپ کے بھائی کو بدری اصحاب میں شامل کیا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 190 سبرۃ بن فاتک، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 26-25، 152 سبرۃ، سمرۃ بن فاتک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 29 خریم بن فاتک الاسدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یہ صحابہ کے ذکر تھے۔

اب جمعہ کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا جن میں سے پہلا جنازہ مکرم اُنگکو عدنان اسماعیل (Ungku Adnan Ismail) صاحب صدر جماعت ملائشیا کا ہے، آٹھ اکتوبر کو 74 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1956ء میں سنگاپور کے مبلغ مکرم مولانا محمد صادق صاحب اور سنگاپور جماعت کے پہلے صدر محمد سالکین صاحب کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ ان کے والد ملائشیا کی ایک سٹیٹ جوہور (Johor) کے مفتی تھے اور ننھیال کی طرف سے اس سٹیٹ کے بادشاہ کے رشتہ دار تھے۔ احمدی ہونے کے بعد ان کو گورنمنٹ کے ایک دوسرے شعبہ میں

ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔عدنان صاحب اگست 1944ء میں پیدا ہوئے۔ 1968ء میں انہوں نے سنگاپور یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس میں بی اے آنرز کیا۔ پھر 1969ء میں گورنمنٹ کے انتظامی اور سفارتی شعبوں میں ملازمت کا آغاز کیا۔1969ء سے 1981ء تک وزیر اعظم کے شعبہ ریسرچ میں کام کیا۔اس دوران ان کا تقرر سنگاپور، بیجنگ اور بنکاک میں ملائیشیا کی ایمبیسیز میں ہوتا رہا۔ پھر ان کی ترقی ہوئی اور انہیں وزیر اعظم کی نیشنل سکیورٹی کونسل میں ڈویژنل ہیڈ بنا دیا گیا۔ یہاں انہوں نے 1984ء سے 1992ء تک کام کیا۔اس کے علاوہ 1992ء سے 1997ء تک انہوں نے وزیر اعظم کے شعبہ سے باہر دوسرے حکومتی دفاتر میں بھی کام کیا۔ 1996ء میں دل کے بائی پاس کا آپریشن ہوا، پھر دوبارہ وزیر اعظم کے شعبہ ریسرچ میں 1997ء میں کام شروع کیا۔ 1999ء میں وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے۔آپ نے 1956ء میں گو اپنے والدین کے ساتھ بیعت کی تھی لیکن 1981ء میں بنکاک والی پوسٹنگ سے واپسی پر صحیح، ایکٹو احمدی بنے اور ان کا جماعت سے تعلق بڑھا۔ 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائیشیا کے پہلے صدر جماعت کے طور پر مقرر فرمایا اور ان کے دورِ صدارت میں جماعت میں بڑی تبدیلیاں اور ترقیاں بھی ہوئیں۔بیت السلام اور بیت الرحمن کی عمارتوں کی تعمیر ان کے دور میں مکمل ہوئی۔انڈونیشیا سے مبلغین کو ملائیشیا میں لانے، انہیں سیٹل کرنے میں انہوں نے بڑی مدد کی۔اسی طرح سے ملائشیا سے جامعہ ربوہ اور قادیان میں طلباء بھجوائے۔گذشتہ دو سالوں سے ان کی صحت کافی خراب تھی۔کئی بار ہسپتال داخل رہے۔پھر انہوں نے مجھے لکھا کہ میں طاہر ہارٹ بھی جانا چاہتا ہوں۔پھر اس سال مئی میں طاہر ہارٹ بھی گئے، کچھ عرصہ گزار کے آئے وہاں، صحت بہتر ہوگئی تھی ان کی لیکن پھر دوبارہ صحت خراب ہوئی اور پھر ہسپتال میں داخل ہو گئے تھے۔یہ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اُنکگو عدنان اسماعیل صاحب جوہور (Johor) سٹیٹ کی رائل فیملی سے ہونے کے باوجود بڑے عاجز انسان تھے۔اپنی حکومتی اور جماعتی ذمہ داری انتہائی احسن انداز میں ادا کرتے تھے۔مرکز بھجوائی جانے والی رپورٹس میں باریک پہلوؤں کا خیال رکھتے اور اکثر جماعتی امور کی انجام دہی کے لئے رات دیر تک دفتر میں کام کرتے رہتے۔جماعتی عہدیداران، کارکنان، احباب جماعت اور خاص کر مبلغین سے ان کا انتہائی اچھا سلوک تھا۔بچوں کے حوالے سے خصوصی توجہ تھی۔یعنی جماعت کے بچوں اور ان کی تعلیم و تربیت کی فکر میں رہتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ یہ جماعت کا مستقبل ہیں۔ان کی اہلیہ کا کہنا ہے کہ آپ ہمیشہ جماعت میں بچوں کے لئے اعلیٰ

تعلیم پر زور دیتے اور ہمیشہ جماعتی ترقی کے بارے میں سوچتے تھے۔

وفات کے دن ہسپتال میں کوئی ایمبولینس فارغ نہیں تھی، میت کو مسجد میں لے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ میسر نہیں تھی۔تو جماعت کے ممبر نے ایک چینی رضا کار کوان چی (Kuan Chee) صاحب سے رابطہ کیا جو اپنی گاڑی بطور ایمبولینس چلاتے تھے اور لوگوں کی میتیں منتقل کرنے میں مدد کرتے تھے۔اس چینی آدمی نے اپنے فیس بک پہ ذکر کیا کہ اس میت کو لے جانے میں اسے عجیب غیر معمولی تجربہ ہوا ہے۔اس نے لکھا ہے کہ جب اس نے وین کو چلانا شروع کیا تو جس سڑک پر ہمیشہ شدید ٹریفک جام ہوتا تھا وہاں اچانک ٹریفک ختم ہو گیا اور عام طور پر تقریباً ایک گھنٹے کا سفر ہوتا ہے لیکن اس دن مسجد پہنچنے میں صرف پچیس منٹ لگے۔پھر کہتے ہیں مسجد پہنچ کر مجھے احساس ہوا کہ لگتا ہے کسی خادمِ دین کی میت تھی۔

وکیل التبشیر ربوہ منصور خان صاحب نے لکھا ہے کہ عدنان اسماعیل صاحب نے طویل عرصہ جماعت ملائیشیا کے صدر کے طور پر خدمت کی۔اپنے احباب جماعت کے لئے والد کی طرح تھے۔کہتے ہیں ملائیشیا کے دورے کے دوران مجھے جماعتی معلومات پر ان سے بات چیت کا موقع ملا تو میں نے ان کو ایک حکمت عملی سے کام لینے والا شخص پایا اور جس نے ناقابل یقین حالات میں جماعتی کاموں کو کامیابی سے انجام دیا۔بہت پیچیدہ اور مشکل معاملات میں ان کی رائے پر اعتماد کیا جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رکھے اور ہمیشہ جماعت سے مضبوط تعلق رکھنے والے ہوں۔

دوسرا جنازہ حمیدہ بیگم صاحبہ کا ہے جو چوہدری خلیل احمد صاحب ربوہ کی اہلیہ تھیں۔5/ اکتوبر کو 84 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔قادیان سے ملحقہ گاؤں بھینی بانگر میں احمدی فیملی میں پیدا ہوئیں۔نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دنیاوی تعلیم تو کوئی نہیں تھی لیکن قرآن کریم سے آپ کو بڑا محبت اور عشق تھا۔دن میں متعدد بار قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔رمضان میں باقاعدگی سے قرآن کریم سننے کے شوق سے نماز تراویح پر بھی جایا کرتی تھیں۔جب ربوہ میں عورتیں جمعہ پر جایا کرتی تھیں اس وقت ان کی کوشش ہوتی تھی کہ مسجد اقصیٰ ربوہ میں نماز جمعہ پر پہنچے والی سب سے پہلی عورت وہ ہوں اس لئے بہت پہلے جمعہ پر چلی جایا کرتی تھیں۔رہن سہن میں بہت سادگی تھی۔جو پیسے جمع کرتیں اسے چندے کی مختلف تحریکات میں اور تعمیر مساجد میں پیش کر کے بہت خوش ہوتیں اور خدا کا شکر ادا کرتیں۔کئی بچیوں کی شادیاں کروائیں۔غریب بچیوں کا جہیز بھی خود تیار کروا کر دیتیں۔کئی مرتبہ اپنا زیور چندے میں یا غریبوں کو دے دیا۔ہمیشہ باقاعدگی سے غرباء کے پاس جانا

ان کی سب سے بڑی خوشی ہوتی تھی۔ صدقہ وخیرات بہت کھلے ہاتھ سے کرتیں۔ گھر سے کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور آٹھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ لطیف احمد صاحب کاہلوں ریٹائرڈ مربی سلسلہ کی بڑی بہن تھیں اور ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر مظفر چوہدری صاحب کو بھی وقف عارضی کی توفیق ملتی رہتی ہے، یہیں یوکے میں، سکنتھارپ (Scunthorpe) میں رہتے ہیں۔ ان کے بیٹے بشارت نوید صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل جزیرہ ری یونین میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان کے داماد حافظ عبدالحلیم صاحب بھی ربوہ میں مربی ہیں۔ نواسے بھی ایک مربی ہیں اور دو نواسے حافظ قرآن بھی ہیں۔ ایک پوتا ان کا یہاں یوکے جامعہ میں پڑھ رہا ہے۔ عام طور پر ان مربیان کی والدہ کا میں جنازہ پڑھاتا ہوں جو مربیان میدان عمل میں ہوں اور اپنے والدین کے یا والد یا والدہ کے جنازے پر شامل نہ ہو سکتے ہوں۔ بشارت نوید صاحب بھی میدان عمل میں تھے اور ان کی وفات پر وہاں پہنچ نہیں سکے تھے اس لئے ان کی والدہ کا بھی جنازہ غائب مَیں نے آج پڑھانے کے لئے رکھا ہے۔

بشارت نوید صاحب لکھتے ہیں کہ جامعہ احمدیہ مکمل کرنے کے بعد جب میں میدان عمل میں گیا تو ایک مرتبہ گھر واپس آیا تو صبح کی نماز کے لئے مسجد نہیں جا سکا۔ اس پر مجھے کہنے لگی کہ بیٹا تم جب جہاں اپنی پوسٹنگ ہے وہاں ہوتے ہو تو تمہیں لوگ دیکھتے ہیں اور شاید تم لوگوں کی وجہ سے مسجد میں چلے جاتے ہو لیکن یاد رکھو یہاں تمہیں خدا دیکھ رہا ہے اس لئے ہمیشہ نمازوں کی طرف توجہ رکھو اور یہ دیکھتے رہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں جامعہ میں پڑھ رہا تھا تو والد صاحب کی اچانک وفات ہوگئی۔ بڑے بھائی بیرون ملک جا چکے تھے۔ بڑی ہمت سے انہوں نے گھر کو سنبھالا۔ کہتے ہیں ایک دن میں نے مذاق سے ان کو کہہ دیا کہ جماعت کو مَیں کہہ دوں کہ میری والدہ اکیلی ہیں تو مَیں ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے دور کسی جگہ نہ بھیجا جائے؟ اس پر بڑی سنجیدہ ہوگئیں اور بڑی سختی سے کہا کہ جہاں جماعت بھیجے وہاں جانا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ جس کو میں نے وقف کیا ہے اس کو میں اپنے پاس رکھوں اور جو دنیا کمانے والے ہیں انہیں کہوں کہ جاؤ اور دنیا کماؤ۔ اگر میں نے اپنے پاس کسی کو رکھنا ہوا تو تمہیں نہیں بلکہ دنیا کمانے والوں کو بلاؤں گی۔ یہ ان کا جذبہ تھا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ 2013ء میں جب آخری مرتبہ ان کے پاس رخصت پر پاکستان گیا تو ان کو میں نے کہا کہ اپنے بیوی بچوں کو آپ کے پاس چھوڑ دوں؟ حالانکہ بہت کمزور ہو چکی تھیں، بستر سے اٹھنا بھی مشکل تھا

لیکن پھر بھی اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہنے لگیں نہیں! بیوی بچوں کو اپنے پاس رکھو، انہیں خاوند کے پاس ہی رہنا چاہئے۔ یہ ہے سبق ان بزرگوں کا جو آج کل بھی لوگوں کے لئے بڑا اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی وفا کے ساتھ دین پر قائم رکھے۔

☆☆☆ خطبہ ثانیہ ☆☆☆